© rasailojaraid.com

(۲)

(بقیہ اشارات)

اب ذرا ایک ناخوشگوار قصہ بھی!

اسلام آباد میں ایک ادارہ "مجلس ادبیات پاکستان" (PAKISTAN ACADEMY OF LETTERS) کے نام سے قائم ہوا۔ پہلے جب اس کے سربراہ احمد فراز تھے تو یہ زیادہ قابل توجہ نہیں تھا۔ کیونکہ اکثر ادبی و لسانی ادارات پہ اشتراکی ذہن کے اصحاب کا قبضہ ہے اور وہ ان اداروں میں بیٹھ کر اپنے جتھے کے لوگوں کی پرورش کرتے ہیں۔

پچھلے دنوں احمد فراز ایک اور ادارے میں منتقل ہو گئے اور ان کی جگہ مسیح الدین صدیقی آ گئے جو تعلیم کے وفاقی سیکرٹری ایٹ کے آدمی ہیں۔ وزیر تعلیم محمد علی آف ہوتی مردان بھی اسلام سے محبت کرنے والی شخصیت ہیں۔ قدرتی طور پہ اس ادل بدل سے اچھی امیدیں وابستہ تھیں۔

لیکن چند ہی روز پہلے اکیڈیمی آف لیٹرز کے لیے تاسیسی ممبران یا سرپرستوں کے جو نام سامنے ہیں، اُن کو دیکھ کر سر چکرا گیا۔ ان میں جوش ملیح آبادی (شاعر شاہد و شراب) جیسی بدنام اور متروک زمانہ شخصیت بھی شامل ہے۔ اور پھر کمیونسٹ دانشوروں کا ایک گروپ مع اپنے ایک امام کے اسی صف میں ہے۔ کچھ اچھے لوگ (مثلاً ڈاکٹر سید عبداللہ) بھی ہیں، مگر فی الحقیقت وہ اقلیت میں ہیں۔ خاص بات یہ ہے کہ ان میں ایک شخص بھی ایسا نہیں جو اسلامی ادب کے دائرے سے تعلق رکھتا ہو۔ اور وہ ادب کے دھارے کا رُخ فلاح و تعمیر کی طرف موڑ سکے۔

مجھے حیرت ہے کہ کس شخص یا کس گروہ نے ناموں کی فہرست بنا کر محترم جنرل محمد ضیاء الحق کے سامنے منظوری کے لیے رکھی ہے، کیونکہ یہ فہرست تو خاص بدنام کن ہے۔[1]

---

[1] قضیہ صرف فہرست ہی کا نہیں، اکادمی کے جو مقاصد اخبارات میں شائع ہوئے اُن کا مزاج بالکل سیکولر ہے اور اس وجہ سے مقاصد خود بے مقصد ہیں۔ صرف ایک جگہ نظریہ پاکستان (باقی برصفحہ آئندہ)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سوال یہ ہے کہ ایک حکومت جو اسلام کا راستہ بنا رہی ہے، کیا اس کی نگاہ میں یہی لوگ اس منصب کے اہل قرار پاتے ہیں کہ وہ علم و ادب کے راستے سے اسلام کے حق میں ماحول تیار کرانے کے لیے مختلف لوگوں اور اداروں سے کام لیں گے؟ کیا آج بھی صدر ایوب کے دور کی رائٹرز گلڈ بنانے والوں کا طرز فکر کام کر رہا ہے؟ اگر ایسا ہے تو کیا رائٹرز گلڈ کا وجود ہی کافی نہ تھا؟ ایک نئے ادارے پر کیوں اسلامی نظام کی طلب گار قوم کا روپیہ صرف کیا جائے، اور کیوں اس روپیہ سے بادہ خواروں، فحش نگاروں اور سوشلزمی دانشوروں کی پرورش کی جائے؟

بہ ادب محترم جنرل محمد ضیاء الحق اور وزیر تعلیم اور دیگر وزراء کے علاوہ اسلامی کونسل کے ڈائرکٹر اور قومی اتحاد کے صدر سے گزارش ہے کہ وہ اس ناقابلِ فہم فہرست کو ختم کریں، اور نئی فہرست تیار کریں۔ جو فہرست سامنے آئی ہے وہ کوئی نوشتہ وحی نہیں کہ اسے بدلنا گناہ ہو، چاہے اس میں مندرج شخصیتوں کے ہاتھوں اسلامی مقاصد کو کتنا ہی نقصان کیوں نہ پہنچتا ہو۔

واضح رہے کہ اکاڈیمی آف لیٹرز معمولی ادارہ نہیں ہے، بلکہ اس کے ساتھ تمام شہروں میں کام کرنے والے متعدد علمی، ادبی، اور لسانی ادارات وابستہ کیے جا رہے ہیں۔ یہ اکادمی تو پورے پاکستان کے نظامِ افکار کی کارپرداز ہو گی۔ ایسے معاملے میں کوئی دیانت دار آدمی چشم پوشی سے کام نہیں لے سکتا۔

مقصود یہ نہیں کہ آپ اس کام پر ائمہ مساجد یا مفتیانِ شرع اور فقہا کو مقرر کریں۔ ہم سے اگر پوچھا جائے تو ہم ایسے دانشوروں کے نام دے سکتے ہیں جو ڈاکٹر، پروفیسر، ایڈیٹر اور معروف قسم کے شاعر و ادیب ہوں۔ آپ ایک کو ناپسند کریں، ہم اور نام دے سکیں گے۔

ساتھ ہی میں اس بات پر زور دینا چاہتا ہوں کہ اسی طرز کے جو مختلف ادارات ملک میں

(بقیہ حاشیہ) کی ترکیب آگئی ہے۔ ...... باقی رہا اسلامی فکر یا اسلامی ادب کے دائروں میں کام کرنے کا مسئلہ تو اس کا نام و نشان نہیں۔

کیا بیوروکریسی کا ذہن اسلامی سوچ بچار کے لحاظ سے اتنا بنجر ہے؟

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

صرف کثیر سے چل رہے ہیں ان کا احتساب کر کے ازسر نو ان کی تشکیل اسلامی مقاصد کے تحت کی جائے۔ مثلاً مرکزی اُردو بورڈ، مجلس ترقی ادب، اقبال اکیڈمی، آرٹس کونسل، نیشنل سنٹر، بک فاؤنڈیشن، یونیورسٹی گرانٹ کمیشن، ساؤتھ ایسٹ ایشیا، یورپ اور مشرق وسطیٰ وغیرہ کے متعلق مختلف یونیورسٹیوں کے تحت تحقیق کا کام کرنے والے ادارات، ان میں سے بیشتر یا تو کمیونسٹوں کی پرورش گاہیں ہیں، یا کچھ مفاد پرستوں کے اڈے ہیں۔ بعض کا انتظام اسلامی ذہن رکھنے والے شرفاء کے ہاتھ میں بھی ہے۔ بہر حال ان کی اکثریت تجدید کی محتاج ہے، ورنہ آج جو کام ہو رہا ہے اسے ان اداروں کی سرپرستی میں زیر زمین مخالفانہ قسم کا فکری کام کرنے والے حضرات تباہ کرنے کا سامان کرتے رہیں گے۔ وہ بھی سرکاری اور قومی خرچ پر!

براہ کرم! اس بارے میں فوری نوٹس لیجیے۔

(بقیہ رسائل و مسائل)

فقط اس وجہ سے کہ ان کا رجم کے لیے اپنے آپ کو پیش کرنا اور بار بار پیش کرنا ہی ایک مجسّم اور زبانِ حال سے ایک ایسی سچی توبہ ہے جس کے بعد زبانِ قال سے توبہ کی حاجت باقی نہیں رہتی۔ اسی لیے تو اُن کے حق میں آنحضورؐ نے بصراحت فرمایا کہ انہوں نے تو ایسی توبہ کی ہے کہ وہ ان کے پورے قبیلے یا پورے شہر پر تقسیم ہو تو ہر شخص بخشا جائے، خواہ وہ کتنے ہی بڑے گناہ کا مرتکب ہو۔ اور خاتون کے بارے میں فرمایا کہ اس سے بڑھ کر اور توبہ کیا ہو گی کہ اس نے اپنی پیاری جان قربان کر دی۔

© rasailojaraid.com